باطل شکن

ضیاء زیدی

ایک بوسیدہ مکاں سے ایک جسم ناتواں
دیکھتا ہے اک نگاہ دوربیں سے یہ جہاں
اس نے دیکھا پھر سے فرعونی حکومت آگئی
آتش نمرود پھر سے آسماں تک چھاگئی
ہم کو پھر جادوگروں کے سانپ ڈسنے آگئے
ہم کو اسرائیلی پھر سولی پہ کسنے آگئے
آگئے کعبہ میں پھر سے کچھ نئے لات و منات
قبضۂ فوج یزیدی میں ہے پھر نہر فرات
آج پھر بیعت کے طالب ہیں یزیدان زماں
ہر طرف سے تن گئے ہیں ہم پہ پھر تیروکماں
پھر سے مذہب اور حکومت میں جدائی آگئی
فکر و حکمت کو ہٹاکر پھر سیاحت چھاگئی
دیکھ کر ایسے مناظر ایک جسم ناتواں
غیظ میں اس طرح اٹھتا ہے کہ ہو مرد جواں
وقت کا ابن مظاہرؑ باندھ کر اپنی کمر
دوڑ پڑتا ہے حسینؑ وقت کی آواز پر
مشرقی طاقت سے بے پرواہ مغرب سے نڈر
حق کا پرچم نصب کرتا ہے وہ ہر اک ذہن پر
کاش یہ مرد مجاہد تابد زندہ رہے
جسم خاکی مرگیا تحریک پائندہ رہے

آیت اللہ خمینیؒ

نجمؔ مظفر نگری

باطل شکن تھا حق کے طرفدار کی طرح
لفظوں میں اس کے کاٹ تھی تلوار کی طرح
ظالم کے واسطے تو غضب ناک تھا مگر
مظلوم کے لئے تھا وہ غمخوار کی طرح
وقفِ سجود خاص تھی اس کی جبین شوق
وہ اسوۂ رسولؐ پہ رہتا تھا گامزن
آل عبا ائمۂ اطہارؑ کی طرح
اس کو خدا کا خوف تھا باطل کا ڈر نہ تھا
کردار میں تھا میثم تمار کی طرح
وہ پاسدار دیں بھی تھا عالم بھی تھا عظیم
ہم عصر عالموں میں تھا سردار کی طرح
یکسر مٹائے اس نے جو تھے مسلکی تضاد
تھا اتحاد قوم کی دیوار کی طرح
رشدی پہ جس نے موت کا فتویٰ لگادیا
مفتی بھی تھا وہ غازی کردار کی طرح
ششدر تھے اس کے عزم پہ مغرب کے حکمراں
قول وعمل میں تھا سپہ سالار کی طرح
اے نجمؔ ہے سلام خمینیؒ کی ذات پر
جو تھا فقیہہ رہبر بیدار کی طرح

امام خمینیؒ

علی مختار مبارک پوری

اِک رہبرِ بیدار تھے سرکار خمینیؒ
کیا صاحبِ کردار تھے سرکار خمینیؒ

مرعوب انہیں کر نہ سکی مغربی طاقت
کیا شیرِ جگر دار تھے سرکار خمینیؒ

اس دور بلا خیز میں باطل کے مقابل
جرار تھے، کرار تھے سرکار خمینیؒ

بے دین و گنہگار کے ناپاک سروں پر
چلتی ہوئی تلوار تھے سرکار خمینیؒ

کوئی نہ ہٹا پایا انہیں اپنی جگہ سے
اِک آہنی دیوار تھے سرکار خمینیؒ

ہر آن چمکتی رہی جو کفر کے سر پر
شمشیر شرر بار تھے سرکار خمینیؒ

دنیا نہ سمجھ پائی ابھی اُن کی حقیقت
کیا صاحبِ اسرار تھے سرکار خمینیؒ

جس گھر میں ہوئی تھی کبھی خیر شکنی بھی
اس گھر کے ہی دلدار تھے سرکار خمینیؒ

اُلجھا نہ کسی شاخ سے دامان صبا بھی
کیا گلشن بے خار تھے سرکار خمینیؒ

جس دور کی تعمیر پہ ہم ناز کریں گے
اس دور کے معمار تھے سرکار خمینیؒ

اے خمینیؒ السّلام

سید ذوالفقار باقرؔ

اے غلام احمدؐ اے شرح حیات
رہبرِ انسانیت تو، مقبر ہے تیری ذات
ہر طرف ایران میں پھیلی ہوئی تھی تیرگی
علم سے عزم وعمل سے تونے بخشی روشنی
تھی جہاں عریانیت، بے پردگی اور اضطراب
صرف تیری ذات سے آیا وہاں پر انقلاب
حق و باطل میں بتاکر فرق خاص و عام کو
آئینہ تو نے دکھایا عالم اسلام کو
اے صداقت اور امن و آشتی کے تاجدار
نائب حجت میں بے شک ہوتا ہے تیرا شمار
ٹھوکروں سے کردیا مسمار قصرِ پہلوی
پست لوگوں کو عطا کی بوذری و قنبری
ہے نمایاں ساری دنیا میں جو تیرا کام ہے
اہل دانش کے لبوں پر اب بھی تیرا نام ہے
عزم شبیریؑ تھا تجھ میں حوصلہ جرار کا
چاہنے والا تھا بے شک حیدرؑ کردار کا
بادشاہت کا کیا ہے خاتمہ ایران سے
اہل ایراں جی رہے ہیں فاتحانہ شان سے
کانپتا ہے آج بھی رُشدی تیرے ہی نام سے
دشمنی مہنگی پڑی اس کو بہت اسلام سے
اے عظیم المرتبت مرد حسینی السلام
اے خمینیؒ اے خمینیؒ اے خمینیؒ السلام

ارضِ ایراں ترے گل رنگ نظاروں کو سلام

شبنم سبحانی

ارضِ ایراں ترے گل رنگ نظاروں کو سلام
اے چمن زار یقیں تیری بہاروں کو سلام
جو خزاں میں بھی کھلاتے رہے زخموں کے گلاب
تیرے ان گل بدنوں لالہ زاروں کو سلام
رقص شعلوں کا ہے مغرب کی کمیں گاہوں میں
اہل ایماں کی فراست کے شراروں کو سلام
کس نے توڑا ہے یہ جبروت طلسم فرنگ
کج کلاہوں کو ترے شاہسواروں کو سلام
کس نے ہنس ہنس کے پیا ساغر زہراب ستم
تیرے مستوں کو ترے بادہ گساروں کو سلام
گر پڑا تاج شہی فرق ملوکیت سے
تیرے جانباز مفکر کے اشاروں کو سلام
ناسحر جو شب بلدائے ملوکیت سے
جنگ کرتے رہے ان چاند ستاروں کو سلام
جن پہ بجتا ہے گجر عظمت اسلام کا آج
ان دل آویزو فلک بوس مناروں کو سلام
غش ہیں پیران کلیسا دانائے فرنگ
ہوش مندی وخود آگاہی کے دھاروں کو سلام
دم بخود گردش دوراں ہے زمانہ حیراں

سرفروشی کے درخشندہ نظاروں کو سلام
جس نے دی ہے تجھے بڑھ بڑھ کے لہو کی سوغات
شہر یاروں کو تری آنکھ کے تاروں کو سلام
جس نے گل کاری خون شہدا دیکھی ہے
تیرے سوچوں کو تری راہ گزاروں کو سلام
یاد رکھے گا جہاں تیرے جوانوں کی ادا
خنجر بے خودی عشق کے ماروں کو سلام

ندائے آفتاب

پروفیسر سید وحید اختر

یہ کون سے آفتاب درخشاں کا ہے جنازہ
کہ جس کو ملیونہا اجالے بہشت زہرا کی سمت لے جا رہے ہیں
نوحہ بلب، سیاہ پوش وخاک برسر
یہ کیسا یوم عزا ہے جو عشرۂ محرم سے، عید قرباں سے قبل آیا
یہ کیسی بے رُت کی فصل باراں ہے
جس کے اشکوں میں شہر وقریہ نہار ہے ہیں
تمام کوچے، تمام میداں، سب خیاباں سیاہ پوش وفغاں بلب ہیں
یہ عین فصل بہار میں کس طرح زمستاں پھر آ گیا ہے
مژہ پہ ہر برگ گل کی آنسو دہک رہے ہیں
اور آتش داغہائے لالہ سے دشت وکوہ ودمن کے دامن بھڑک رہے ہیں
تمام اطفال ونوجواناں، تمام مردوزناں کی آنکھوں میں غم کے تارے چمک رہے ہیں
ہلال ماہ عزا محرم سے پہلے اب کے نکل پڑا ہے
بیاں خوں حسینؑ سے لب دہک رہے ہیں
مساجد ومدرسہ کے تن میں دل شہیداں دھڑک رہے ہیں
حسینیوں میں حسینیت کے لہو کے قطرے چراغ آسا دمک رہے ہیں
عطش کے شعلے بھڑک رہے ہیں
یہ کون سا آفتاب تاباں تھا
جس کی آمد سے شہر وقریہ
تمام کوچے تمام میداں، سب خیاباں چمک اُٹھے تھے
فرودگاہ سے بہشت زہرا تک آدمیوں سے سارے رستے چھلک رہے ہیں
امام آمد، امام آمد، کے نعرہ ہائے فلک شگن سے تمام ایران گونجتا تھا

ہزار سالہ نظام شاہنشہی کا سیلاب بے پناہ عوام میں ایک حقیر تنکے کی طرح نابود ہوگیا تھا
ملوکیت کے قصور وایوان، غلام ومزدور اپنے کاندھوں پہ اپنی میت اٹھائے کشور بدر ہوئے تھے۔
جہاں کے مستضعفین ایران کو قبلہ گاہ نجات وآزادگان سمجھ کر
امام ملت کے پرچم سربلند کے سامنے جھکے تھے۔
زبانوں پر سرور شہیداں، امام آزادگاں کی نہضت کے تذکرے تھے
کہ چودہ قرنوں کے بعد اسلام کو ملی تھی حیات تازہ
تمام عالم کی آدمیت کے سامنے تھا نجات ظلم وستم کا جادہ
یہ تند موجیں یہ اٹھتی لہریں شہنشہی کے تمام قلعے گرا کے
طاغوت اور ابلیس کے کارندوں کے لانہ ہائے صید کی جانب لپک رہی تھیں
غروب تہذیب غرب کا تھا فضا میں چرچا
ہوا میں مستکبروں کے دامن کے پرزے فریاد کررہے تھے
جو اپنی قدرت کو فوق انسان، جہاں سوم سمجھ رہے تھے، شکست کھا کر گریز پا تھے
انہیں امام کبیر کے حق پرست ہونٹوں سے مل چکا تھا پیام فیصل
اس آگ نے گر انہیں چھوا تو طلسم ظلمات جل اٹھے گا
کہ مصطفیٰؐ وعلیؑ کے وارث حسینؑ وزین العباؑ کے فرزند وجانشین نے
سکھا دیا ہے عوام کو وہ نہفتہ اسم عظیم، قلعہ کشا وجادو شکن
جو قلب مستضعفان وآزردگان کا مرہم ہے۔ٹوٹے رشتوں کو جوڑتا ہے
جو اختراج وگروہ بندی کے صید ہائے زبوں کو حبل متیں کی وحدت سے باندھتا ہے۔
وہ اسم اعظم بزرگ رہبر کے لب پہ اُبھرا
ہزاروں لاکھوں کروڑوں سینوں میں جگمگایا
ہزاروں لاکھوں کروڑوں ہونٹوں کا درد بن کر ستمگران جہاں سے الجھا
نہ ہشت سالہ قتال خونیں سے دب سکا وہ
نہ مشرق اور مغرب کی سیاست سے بجھ سکا وہ چراغ تاباں
مزائیلوں اور بموں نے تخریب وقتل ودہشت کے دام پھینکے

وہ اسم اعظم ہزاروں لاکھوں شہید روحوں کی غیر فانی زباں سے بولا

تمام قدرت ، تمام دولت ، تمام شاہی وآمریت ، ہراک سیاست حباب سیل زماں ہے

موج سراب آسا، گذشتنی ہے

ہر ایک قاہر ہر ایک ظالم ، ہر ایک آمر کا تخت وایوان رفتنی ہے۔

یزید وصدام وشمر وریگن ہر ایک جلاد مردنی ہے

ہیں جاودانی مبارزاتی رہ عدالت

فقط ہے باقی خدائے قادر ، خدائے عادل

بجز خدا کے تمام فانی ، تمام فانی، تمام فانی

معلم اسم اعظم امروز روح حق سے ہوا ہے پیوست

کہ وہ بھی روح خدا تھا، روح حسینیت تھا۔

مگر سکھایا تھا جن کو اس نے وہ اسم اعظم جو اس کے اقدس بدن کو تہران کے مصلے سے لیکے جاتے ہیں

سونپنے کو بہشت زہرا

ظہور صاحب زماں تک اس کی صدا قلعہ شکن کے حافظ بنے رہیں گے۔

وہ ذوالفقار علی کی وارث زبان خاموش ہوچکی ہے۔ یہ اِک گماں ہے۔

نہ ذوالفقار علی رکی ہے کسی سے اور نے خموش ہوگی کبھی ابد تک

کہ جن کو سونپی تھی اس نے شمشیر امر معروف ونہی منکر

قیام مہدی تک اپنی تیغوں سے دشمنان ومنافقین کے خلاف لڑتے رہیں گے پیہم

نہ ان کے دامن میں بم گراتے عقابی شہپر

نہ ان کی جھولی میں ظلم ومکر ودغا کے پتھر

نہ پشت پر ان کی ہیں دیا بے، نہ ہیں دیا بہ شکن مزائیل

نہ ان کے قبضہ میں دار زنداں

نہ روح وتن کو جلانے والی اذیتوں کے چمکتے ساماں

نہتے بوڑھے ، جوان بچے ،ضعیف مائیں ، کنواریاں ، برقعہ پوش بہنیں

ہزار در صد ہزار پیروں سے چل رہی ہیں

ہزار در صدر ہزار ہونٹوں سے کہہ رہی ہیں
ہمارے ہتھیار ہیں حسینی عطش کی سوکھی ہوئی زبانیں
ہمارا نعرہ ہے جز خدا کے ہر ایک طاقت ، ہر ایک دولت سراب وفانی
محمدؐ وفاطمہ کے پرسہ گسار بدلیں گے اس برس طرز روضہ خوانی
کہا تھا روح خدا نے ان سے
کہ اب بھی تازہ ہے تیغ وخنجر ، تشدد وجبر کی کہانی
فراز نوک سناں سے امت کو دیکھتے ہیں سر شہیداں
کہ اب بھی ہیں زینب وسکینہ اسیر زنداں
کہ اب بھی زین العبا کی گردن میں طوق ، ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے
کہ آنے والی ہے جو بھی منزل ، وہ اس صعوبت سے بھی کڑی ہے
ضعیف تشنہ جگر پدر کے لرزتے ہاتھوں پہ لاش اصغر دھری ہوئی ہے
دغا کے نیزے کی نوک اکبر کے دل میں اب تک گڑی ہوئی ہے۔
بریدہ بازوئے ابن حیدر علم اٹھائے ہوئے ہیں اب بھی
حسینؑ خوں کی قبا میں ، زخموں کے پیرہن میں بدن چھپائے ہوئے ہیں اب بھی
زبان زینب ستم گزیداں سے کہہ رہی ہے
ہوس کے دربار میں ابھی تک بنات عصمت برہنہ سر ہیں
ستم کے دربار میں ابھی تک ہیں پیاس کے لب صداقتوں کے جنازۂ پہ کفن پہ گریاں
گلوئے اظہار حق ابھی تک زبان بندی کے آہنی طوق میں ہیں نالاں
زبان کذب ومنافقت کی ہیں پوری آزادیاں کے دنیا میں جھوٹ کو مشتہر کرے وہ
دروغ کے اسلحوں سے پیغمبر خدا کی غریب امت کی فوج کو منتشر کرے وہ
ہر ایک سلطان ارض خاور غلام مغرب بنا ہوا ہے
شہی کے طشت طلا میں فرق بریدہ حریت دھرا ہے
یزید اب تک مرا نہیں ہے
حسینؑ دشت بلا میں ہل من مغیث اب بھی پکارتے ہیں

جنازۂ آفتاب تاباں سکوت کا نطق حق ہے
یہ مشعل آفتاب خاور اٹھانے والے
ہزار درصد ہزار پیروں سے بڑھ رہے ہیں
ضعیف درصد ہزار ہاتھوں پہ ہیں اٹھائے ہوئے جنازہ
کہ یہ جنازہ نہیں علم ہے خدا و پیغمبر و علی کا
ہزار درصد ر آوازیں کہہ رہی ہیں
حسینؑ کل دشت کربلا میں ہوئے تھے بے یاور اور تنہا
حسینؑ اب بھی عراق میں ہیں غریب و تنہا
مگر یہاں پر جنازۂ آفتاب خاور اٹھانے والوں کے بے کراں سیل بے پتہ میں
حسینؑ تنہا نہیں ہیں۔ تنہا نہیں رہیں گے
خمینیؒ بت شکن کی قلعہ کشائی کا معجزہ ہے یہ بھی
کہ آج لاکھوں کروڑوں انساں زمیں کے گوشوں سے بڑھ رہے ہیں عجم کی جانب
ہر اک طرف سے پکارتے ہیں
کہ اب نہ چھوڑیں گے ہم حسین ابن فاطمہؑ کو کبھی اکیلا
یہ آفتاب اب کبھی نہ ہوگا غروب افق پر
حسینؑ دشت بلا میں تنہا نہیں رہیں گے۔
یہ روشنی تا ابد ہے قائم
یہ روشنی تا ابد ہے دائم

ادبی کائنات شمارہ ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ مکتب کائنات دہلی

ﮩﮩ + ﮩﮩ

خمینیؒ رہبر

کیفیؔ سنبھلی

وہ مردِ آہن
ستم کے شعلوں سے کیا پگھلتا؟
کہ عزم کی اِک چٹان تھا وہ
وہ بحرِ عصمت
عبور ہوتا ہی کسی سے
کہ اس کا دامن
ہوس میں آلودہ ہی نہیں تھا
وہ کوہ قامت
کہ جس کی رفعت
فلک کے دامن کو چھو رہی تھی

نہیں نہیں
بلکہ یوں کہوں میں
کہ چرخ قدموں پر اس کے خم تھا
تو کون تھا وہ؟
کوئی نبیؐ تھا کوئی ولی تھا؟
نہ وہ نبیؐ تھا نہ وہ ولی تھا
فقط وہ اک آدمی تھا جس کو
زمانہ یہ کہہ کے رو رہا ہے
خمینیؒ رہبر
خمینیؒ رہبر

پیکرروحانیت پائندہ باد

مرغوب حیدر نوگانوی

اے خمینیؒ رہبر انسانیت پائندہ باد
رہبر حق، پیکر روحانیت پائندہ باد

تیرے دم سے دین حق کی معرفت، پائندہ باد ۔۔۔ دہر میں ایمان کی اعلیٰ صفت ، پایندہ باد
دین حق کے پاسباں راہ خدا کے رہنما ۔۔۔ کیا بھلادے گا مورخ تذکرے تیرے بھلا
بادشاہت دیکھ لے اور بربریت دیکھ لے ۔۔۔ ظلم خود آنکھوں سے اپنی، اپنی میت دیکھ لے
آج اِک درویش کی بھی شان وشوکت دیکھلے ۔۔۔ ایک مرجع باعمل کی جاہ وحشمت دیکھ لے

جو نہ ڈرتا تھا کبھی دنیا میں غیر اللہ سے
کانپ اٹھتا تھا جہاں اس مردِ حق آگاہ سے

وقت کے شداد وقارون سے سب ڈر گئے
آپ یوں دنیا سے پیش داورِ محشر گئے

موتیوں سے دامن اسلام کو یوں بھر گئے
اتحادِ مسلمین دنیا میں قائم کر گئے

حوصلے مردود کے خواب شکستہ ہوگئے
مرگیا سلمان رشدی آپ زندہ ہوگئے

پیکر صدق وصفا، علم مجسم آپ تھے
شوکت وشان شجاعت عزم محکم آپ تھے

اِک نئی منزل عطا حقانیت کو کر گئے
آپ زندہ پیکر روحانیت کو کر گئے

سب سے بڑھ کر معتبر بعد امام عصر تھے
دین کی معراج تھے انسانیت کا فخر تھے

آدمیت کے دھنی روحانیت کی قدر تھے
آپ نیک اعمالیوں کا مومنوں کی اجر تھے

آہ اے مرغوبؔ اب دل کیوں سکوں پاتا نہیں
قلب کو تسکین کیوں کر ہو صبر آتا نہیں

رہبر انقلاب سے خطاب

انجمؔ زیدی

ایران سے اٹھے ہوئے اے تازہ انقلاب دنیا پہ تونے کھول دیے ہیں سکوں کے باب
دامن ترا ہے امن جہاں کی کھلی کتاب ماتھے پہ تیرے مہر خمینیؒ کی آب وتاب
راہ عمل کو جس نے درخشاں بنادیا
کانٹوں کی وادیوں کو گلستاں بنادیا

غارت گری وجنگ سے جس نے کیا جہاد جن کا پیام عظمت انسان زندہ باد
ایک ایک لفظ جس کا مکمل ہے اجتہاد مقصد تھا جس کی زیست کا ملت میں اتحاد
اے میر کاروان محبت تجھے سلام
اے شاہکار دست مشیت تجھے سلام

تیرے قدم کے ملتے ہیں جس راہ پر نشاں ہے گامزن اسی پر ابھی تیرا کارواں
اے کاش چل پڑے اس جانب یہ سب جہاں چھنٹ جائیں گی دلوں سے یہ نفرت کی بدلیاں
روشن دکھائی دے گی ہر اک کو رہ نجات
جنت ہر اک قدم پر لگے گی یہ کائنات

وہ روح انقلاب خمینیؒ کہیں جسے وہ لحہ حبیب کلیمی کہیں جسے
وہ گفتگوئے حق کہ خلیلی کہیں جسے وہ عزم وحوصلہ کہ حسینی کہیں جسے
جس کی وجہ سے دین بکھر نے سے بچ گیا
انسان پستیوں میں اترنے سے بچ گیا

انجمؔ یہی دعا ہے دلوں کو قرار دے یہ انقلاب کاکل ہستی سنوار دے
چھائی ہوئی خزاں ہے پیام بہار دے پھر مسجدوں کو کعبۂ دیں کا وقار دے
پھر راہ حق پہ قافلۂ زندگی چلے
بے روک ٹوک سلسلۂ بندگی چلے

بیاد ''امام'' حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید روح اللہ الموسوی الخمینی طاب ثراہ

از: سید شبیب رضوی، زید پوری نریل کشمیر

محترم ، مجتہد العصر، فقیہہ علام — آیت اللہ علی، مرجع ومسؤل انام
واقف شرع متین ، عارف روح اسلام — اعلم وقت رواں، راہ نما اور امام
آج افسوس صد افسوس خمینی نہ رہا
دہر میں پیروکردار حسینی نہ رہا

پیکر صدق وصفا، مظہر تسلیم ورضا — رہبر راہ ہدا جو ہر ایمان و وفا
گوہر جودوسخا کوثر الطاف وعطا — اختر ارض وسما، محور عرفان خدا
اس پہ سکان زمیں ، اہل فلک بھی روئے
اس پہ انسان ہی نہیں جن وملک بھی روئے

وہ کہ ہنستے ہوئے دنیا کو رلاکر اٹھا — وقت کی راہ سے ، گرتوں کو اٹھا کر اٹھتا
قوم کو خواب تغافل سے جگا کر اٹھا — بزم کے بجھتے چراغوں کو جلا کر اٹھتا
وہ گیا کنج مشیت میں بسیرے کے لئے
روشنی چھوڑگیا کل کے سویرے کے لئے

وہ تھا اس دور میں اک فہم وذہانت کا نشاں — علم ودانش کا نشاں ، رشدوفطانت کا نشاں
ہاتھ میں تیغ وعلم، رخ پہ متانت کا نشان — حجت عصر کی پوشیدہ امانت کا نشاں
تن کا بوڑھا تھا مگر من کا جیانکلا
مکتب فاتح بوڑھا تھا مگر جیالا نکلا

مشکلیں جھیلیں غریب الوطنی کی اس نے — پھر بھی الحاد پہ ناوک فگنی کی اس نے
شرق اورغرب میں جب بت شکنی کی اس نے — ظلم کی پوری طرح بیخ کنی کی اس نے
اس نے ہر قوت باطل کو سرافگندہ کیا
شرک کو، کفر کو، الحاد کو شرمندہ کیا

کسی فاسق کسی مرتد کو نہ چھوڑا اس نے — سوئی کھوئی ہوئی امت کو جھنجوڑا اس نے
فرقہ بندی کے ہر اک بند کو توڑا اس نے — پھر سے ٹوٹی ہوئی تسبیح کو جوڑا اس نے

مقصد زیست تو شیراز ے کی یکجا ئی تھا
سچ ہے ، وہ مردخدا مرکز دانائی تھا
وہ مواسات واخوت کا پرستار رہا — عمر بھر وحدت قومی کا طلبگار رہا
ہر نفس حق کے اصولوں کا وفا دار رہا — ہر قدم ظلم سے بر سرپیکار رہا
خوف کھایا نہ کبھی طنطۂ شاہی سے
رزم میں بڑھتا رہا شان حق آگاہی سے
اس کی پرواز کی سرحد میں تھا حلقہ نہ حصار — اس کی آواز میں پنہاں اجل استکبار
اس کے اعلان میں مظلوم زمانے کی پکار — اس کے فرمان میں حق والوں کے دل کی للکار
اس نے فرمایا ، سنبھالے رہو ایمانوں کو
دیکھو سجدہ نہ کرو وقت کے شیطانوں کو
اس نے ہر ذہن کو تحریک مسیحائی دی — اس نے بیمار امنگوں کو توانائی دی
آنکھ کو تاب نظر ، دل کو شکیبائی دی — جسم انسان میں ایمان کی انگڑائی دی
اس نے کمزوروں کو مضبوط ارادہ بخشا
منزل عقل کے گمراہوں کو جادہ بخشا
خیر اندیش وہ پہلے بھی رہا بعد میں بھی — مرحمت کیش وہ پہلے بھی رہا بعد میں بھی
کم نہ کچھ بیش وہ پہلے بھی رہا بعد میں بھی — مرد درویش وہ پہلے بھی رہا بعد میں بھی
خاک پر بیٹھا تو اِک شان میری لے کر
تخت پر آیا تو خوشبوئے فقیری لے کر
کوئی نخوت نہ تقویٰ نہ تکبر نہ غرور — صاف تھا چشمۂ کوثر کی طرح اس کا شعور
دل میں اذکار کی لو، چہرے پہ افکار کا نور — حسن اعمال میں اسلامی اخوت کا ظہور
وہ نہ اپنے کو کبھی ملک کا حاکم سمجھا
خود کو اپنے کو وقت فقط دین کا خادم سمجھا
لوگ کہتے ہیں کہ وہ اٹھ اگیا اب کیا ہوگا؟ — دین کہتا ہے کہ ناصر مرا مولا ہوگا
گرچہ اب کوئی خمینی نہیں پیدا ہوگا — پھر بھی اللہ جو چاہے گا سب اچھا ہوگا

حشر تک اس کے خیالات رہیں گے زندہ
حق کے تابندہ نشانات رہیں گے زندہ

حضرت امام خمینیؒ

رضؔا امروہوی

اے خمینیؒ! متاع نورانی　تیرگی میں ہے تیری تابانی
تجھ کو کوئی بھلا نہیں سکتا　انقلاب عظیم کے بانی
بے نواؤں کی تو بنا ہے نوا　کارنامے ہیں تیرے لاثانی
تونے پندار جبر توڑ دیا　روندھا قدموں سے تاج سلطانی
میکدے راتوں رات ختم کئے　ہوئی مغرب کو زیادہ حیرانی
تونے اقدار کو لباس دیا　ورنہ حد سے بڑھی تھی عریانی
روشنی کیا اسیر ہوتی ہے　آریہ مہر کی تھی نادانی
لے گئی ہے بہا کے تخت وتاج　تیرے عزم وعمل کی طغیانی
تیری طاقت نہ تھی کوئی طاقت　تجھ میں تھا صرف جوش ایمانی
تجھ کو تائید پنجتن بھی ملی　ساری قوت تھی تجھ میں یزدانی
تیرے فتوے سے رہبر اعظم　دور ہوتی گئی پریشانی
ختم کی تونے بڑھ کے فارس کے　کفر والحاد کی نگہبانی
دانا دانا تیری تسبیح کا　بیکسوں کی بنا تن آسانی
آیت اللہ اور روح اللہ　تجھ پہ تھا التفات ربانی
السلام اے مجاہد ذیشاں　رائیگاں کب ہے تیری قربانی

رہبر انقلاب نے پائی
اے رضا بوریئے پہ سلطانی